



سوال

(13) حیض اور نفاس کی مدت کتنی ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

’المحلی‘ (اردو) جلد دوم ’کتاب الحيض والاستحاضة‘ میں ہے کہ ثقہ راوی نے اسے خبر دی کہ ایک عورت کو سترہ دن حیض آیا کرتا تھا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے زیادہ سے زیادہ مدت سترہ دن ہی سنی ہے۔ آل ماجشون کی عورتوں کی بابت روایت ہے کہ ان کو سترہ دن حیض آتا تھا۔ (ص: ۹۷) کیا یہ روایات صحیح ہیں؟

نیز امام ابن حزم رحمہ اللہ آگے چل کر فرماتے ہیں، نفاس کی مدت سات دن سے زیادہ نہیں۔ پھر اس باب کے آخر میں یعنی تقریباً تین صفحے بعد لکھتے ہیں: ’’اس کی مدت اور حکم سب حیض کی طرح ہے‘‘ حالانکہ آپ رحمہ اللہ ’’حیض سترہ دن تک‘‘ کے قائل تھے۔ ان کے اقوال میں تضاد ہے! ازراہ کرم دور فرمادیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام على رسول اللہ، أما بعد!

اصل بات یہ ہے کہ امام ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک اکثر مدت حیض و نفاس کے بارے میں کوئی روایت مرفوع متصل بسند صحیح ثابت نہیں ہو سکی۔ دونوں کے احکام چونکہ ایک جیسے ہیں اس لیے عادتاً مدت حیض کا اعتبار کر کے نفاس کی مدت سات دن قرار دی ہے پھر بعض عورتوں کے افعال و تجربات کی بناء پر اکثر مدت حیض سترہ دن کے قائل ہو گئے، لیکن مدت نفاس کو عادت پر برقرار رکھا۔ باعث تعجب یہ ہے کہ جن آہٹار پر انھوں نے اعتماد کیا وہ بھی محل نظر ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

قَدْرُوِيْ مِنْ طَرِيْقِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِيٍّ اَنَّ الشَّيْخَةَ اَنْخَبَرَهُ... الخ (۱/۳۷۶)

اہل علم کے ہاں یہ بات معروف ہے کہ لفظ ’’رُوِي‘‘ بصیغہ مجهول اس اثر کے ضعف کی طرف اشارہ ہے۔ نیز لفظ ’’الشَّيْخَةَ‘‘ سے راجح مسلک کے مطابق روایت قابل اعتماد نہیں ٹھہرتی جب تک راوی کے نام کی تصریح نہ ہو۔ پھر اس کا حجت ہونا کیونکر ضروری ہے۔ پھر امام احمد رحمہ اللہ سے مروی اثر بھی بصیغہ مجهول ہے۔ مزید آنکہ امام احمد رحمہ اللہ سے مشہور روایت پندرہ دن کی ہے سترہ کی نہیں۔ ملاحظہ ہو! معنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر (۱/۲۲۳) اگرچہ بسند صحیح یہ مدت بھی نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔ ملاحظہ ہو! التلخیص الجبیر (۱/۲۳۲)

واضح ہو کہ حیض ماہواری کے خون کا نام ہے، جب کہ استحاضہ بیماری کا خون ہے، جو رگ پھٹنے سے آتا ہے اس کی کوئی حد بندی نہیں۔ اس اعتبار سے عورتوں کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ مستحاضہ مستادہ چاہے ممیزہ ہو یا غیر ممیزہ۔



(یعنی استحاضہ عادت بن چکا ہے، خونوں میں امتیاز کے قابل ہو یا نہ ہو۔)

یہ عورت ایام حیض میں اپنی عادت کی طرف رجوع کرے، حدیث میں ہے:

1 'اَمْكُثِّيْ قَدْرًا كَانَتْ تَحْتَشِبُ' -

۲۔ **بِتَدَاةٍ مِّمِيْزَةٍ** "جو ابتداء سے خون میں امتیاز کر سکے۔ یہ تمیز پر عمل کرے، حدیث میں ہے:

2 'اِذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضَةِ فَاِنَّهُ اَسْوَدُ' -

یعنی "خون کے رنگ کو دیکھ کر فیصلہ کرے کونسا خون ہے؟"

۳۔ عادت اور تمیز دونوں مفقود ہوں اس کے ایام حیض بہرحال یا سات دن ہیں۔ جس طرح حضرت حمہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے۔ (العون: ۱/۱۱۷)

اور نفاس اس خون کو کما جاتا ہے جو ولادت کے وقت آتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس کی اکثر مدت چالیس دن ہے اور اس سے قبل جب بھی طہارت حاصل ہو، عورت غسل کے بعد نماز شروع کر دے۔ اس بارے میں وارد روایت کو علامہ البانی نے "إرواء الغلیل" میں حسن قرار دیا۔ (۱/۲۲۶)

اور صاحب "سبل السلام" فرماتے ہیں: **فِيهِ الْأَحَادِيثُ لِعَضُدٍ لِعَضْمًا**۔ (۱/۱۰۵)

"یہ تمام احادیث ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں۔"

نیز امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی جامع میں فرماتے ہیں:

'وَقَدْ أَحْمَقَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ بَعْدَهُمْ، عَلَى أَنَّ النِّسْفَاءَ يَمْدُحُ الضَّلْوَةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِلَّا أَنْ تَرَى الظُّمْرَ قَبْلَ ذَلِكَ، فَإِنَّمَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي. فَإِذَا رَأَتْ الدَّمَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ - فَإِنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: لَا يَمْدُحُ الضَّلْوَةَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ - وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ - (عون المعبود: ۱/۱۲۳)

صحابہ، تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ نفاس والی عورت چالیس دن تک نماز چھوڑے رکھے، الا یہ کہ اس سے پہلے ہی اسے طہر (پاکی) نظر آجائے۔ چنانچہ (ایسی صورت میں) وہ غسل کرے گی اور نماز پڑھے گی۔ البتہ اگر چالیس دن کے بعد بھی اسے خون نظر آتا رہے تو پھر چالیس دن کے بعد وہ نماز نہیں چھوڑے گی اور یہی اکثر فقہاء کا مذہب ہے۔"

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ حاقظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الطہارۃ: صفحہ: 90

محدث فتویٰ